نامردو!

ترجمہ: نوراسلم خان

انگلینڈ کی نومسلم خاتون ووون رڈلے ستمبر ۲۰۰۱ میں Sunday Express کیلئے رپورٹنگ کرتے ہوئے طالبان کے ہاتھوں گرفتار ہوئی تھیں۔اس دوران میں وہ طالبان کے حسن سلوک سے متاثر ہوکر وہ اسلام لے آئیں۔آج کل انگلینڈ میں مصروف کار ہیں۔

ہماری تاریخ میں بہادر خواتین کی بھی کمی نہیں۔حجاج بن یوسف نے جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا محاصرہ کرلیا تھا تو اُن کی والدہ ماجدہ اسماء بنت ابی بکرؓ نے کہا تھا کہ بہادری کو گلے لگانا ہی آل ابی بکر کی ریت ہے۔آپؓ کو شہید کرنے کے بعد حجاج بن یوسف نے عبرت دلانے کیلئے آپؓ کی نعش مبارک اونچے درخت پر معلق کردی۔حضرت اسماءؓ کو اطلاع دی گئی تو فرمایا: زندہ تھا تو سر بلند، مرا تو بھی سر بلند! حجاج نے جب حضرت اسماءؓ کا یہ تبصرہ سنا تو فوراً حضرت عبداللہ کی تجہیز و تکفین کا بندوبست کیا۔اگر قوم کے مرد خاموش ہوں گے تو پھر خواتین ہی حوصلہ بڑھائیں گی۔

مصر میں ووون رڈلے کی WAMI کے سالانہ اجتماع میں ایک تقریر کی تلخیص

میں اسلام کے بارے میں مستند علم تو نہیں رکھتی۔تاہم مجھے اُمت مسلمہ کے نوجوانوں سے تبادلہ خیالات کر کے اسلام کے بارے میں بہت کچھ آگاہی ہوئی ہے۔نائن الیون کا سبب امریکہ کی وہی ذہنیت ہے جس نے امریکہ سے ایک عشرہ پہلے بوسنیا ہرزگوینا میں مسلمانوں کی نسل کشی کرائی تھی۔کل عالم اس طویل نسل کشی کے دوران میں محض تماشائی بنا رہا۔نوجوانان اسلام اس بہیمانہ نسل کشی کے ردعمل میں اپنے بھائیوں کی مدد کرنے کیلئے قومی، علاقائی اور نسلی تعصب کو بالا طاق رکھ کر بوسنیا کے جہاد میں برسرپیکار ہوئے، جو مسلمان اس جہاد میں بالفعل شریک نہ ہوسکے انہوں نے مال اور سماجی حیثیت سے ان کی مدد کی، جب بوسنیا کے مسلمان سربوں پر بھاری پڑ رہے تھے تو اس وقت مغربی ممالک نے امن فوج کے نام پر وہاں نیٹو افواج تعینات کردیں۔"My Life" میں سابق صدر بل کلنٹن نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ بوسنیا میں عین مغرب کے قلب میں اسلامی ریاست تشکیل پاجاتی۔

چیچنیا، کشمیر، فلسطین، افغانستان اور عراق کہیں بھی اسلامی ریاست کا وجود ہی وہ اصل خطرہ ہے جس کا امریکہ اور مغربی ممالک توڑ کرنا چاہتے ہیں۔مسلم ممالک میں ہماری بہنوں اور بھائیوں کا خون اور اُن کے جسم کے لوتھڑے ایسے ہی بکھرے دکھائی دیتے ہیں جیسے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے ملبے سے نکالے گئے تھے، ایک فرق کے ساتھ، ہماری لاشیں بہت ارزاں اور بے شمار ہیں۔مسلم مقبوضات کے علاوہ نامعلوم مقامات پر گوانتاناموبے باگرام، ابوغریب اور ڈیگوگارشیا کی طرح عقوبت خانے ہیں جہاں ہزاروں بے گناہ بدترین اور نہ ختم ہونے والے عذاب میں مبتلا رکھے جاتے ہیں۔امریکہ کے ایک اشارے پر شام، اردن، مراکش، تیونس، الجزائر اور آپ کے اپنے ملک مصر میں بے گناہ مسلمانوں کو بدترین اذیتیں دی جاتی ہیں۔

اس صورتحال میں ہمارے نوجوانوں کی کیا ذمہ داری بنتی ہے۔یہی میری تقریر کا موضوع ہے۔

ہمارے نوجوان اپنے ماضی سے آگاہ ہیں۔خالدؓ بن ولید، طارق بن زیاد اور سلطان صلاح الدین ایوبی کی حوصلہ مندی اور شجاعت کے واقعات ان کی نگاہ میں ہیں۔خود رسول پاکؐ دلیری اور شجاعت کے پیکر تھے۔اسلام میں داخل ہونے کے بعد میں آپؐ کی عزت اور ناموس پر قربان ہونا اپنے لئے باعث فخر سمجھتی ہوں۔ڈنمارک میں شائع ہونے والے توہین آمیز خاکوں کے ردعمل میں مسلم اُمہ نے جس قابل فخر ردعمل کا اظہار کیا ہے وہ مغرب کی آنکھیں کھولنے کیلئے کافی ہے۔آپؐ کی عزت اور ناموس کے رکھوالے کل دنیا میں پائے جاتے ہیں اور آپؐ اب بھی غیر مسلموں کیلئے دلیری اور شجاعت کی علامت ہیں۔

میلکم ایکس[1] اور سید قطب شہید، دور جدید کے دو دمکتے ستارے ہیں۔ ان دو رہنماؤں کی تحریروں نے مجھے مسلمان ہونے کا مطلب بتایا۔ یہ دونوں رہنما ہمارے مضطرب نوجوانوں کیلئے نمونہ ہیں۔ آخر ہمارے نوجوان کہاں جائیں۔ ایک طرف انہیں ان کا عقیدہ کہتا ہے کہ اللہ رب العالمین کے علاوہ کسی سے خوفزدہ نہیں ہونا اور دوسری طرف انہیں کہا جاتا ہے کہ اسلام کو پیچھے اور سر کو نیچے رکھو!

نائن الیون کے بعد مغرب چاہتا ہے کہ اسلام کی ایسی صورت گری کر دی جائے جو مغربی ممالک کیلئے قابل قبول ہو، مسلم اقوام کی یہ پہچان بنا دی جائے کہ وہ دشمن کے سامنے سرنڈر ہو کر اُس پر فخر کرتی ہیں اور وہ حد درجے پُر امن واقع ہوئے ہیں۔ دُنیا کے امن وسکون میں ذرا بھی رخنہ نہیں ڈالنا چاہتے۔ ایک ایسا بے روح اسلام جو نفاذ شریعت، خلافت اور جہاد سے آزاد ہو کر لادین بزدلانہ معاشرے کو فروغ دینے والا ہو۔

ترکی، فرانس اور الجزائر میں میری بہنوں کے سروں سے چادریں اتاری جا رہی ہیں، دوسرے مغربی ممالک بھی مستقبل میں مسلم خواتین کو برہنہ سر کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔ جیک[2] سٹرا کو حجاب پر تبصرے کا حق کس نے دیا ہے۔ وہ کون ہوتا ہے جو مسلم خواتین کیلئے لباس کی تراش خراش کے احکامات جاری کرے۔ ہم مسلم خواتین کسی مرد کو یہ اجازت نہیں دی سکتی ہیں کہ وہ ہمارے کپڑوں کی الماری میں جھانک کر ہمارے لئے لباس منتخب کرے۔ آج صبح قاہرہ کی اخبارات میں آپ کے وزیر ثقافت فاروق حسنی کا بیان شائع ہوا ہے جس میں اُس نے حجاب کو پسماندگی کی علامت قرار دیا ہے۔ میں حیران ہوں کہ ان نوجوانوں کی موجودگی میں اُسے یہ جرأت ہوئی، ارے کوئی تو ہوتا جو اُس کی زبان کو لگام دیتا! اُس نے دنیا کی ہر برقعہ پوش خاتون کا مذاق اڑایا ہے۔ فاروق حسنی خود اسلام پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔ یہ ہمارے نوجوانوں کو اپنی دورخی سے کیا پیغام دے سکتا ہے۔ برقع، حجاب اور نقاب تمہارے اس مغربی اخلاق باختہ تہذیب میں عزت اور شرف کی علامت ہیں۔ مغربی معاشرہ جسے جنس پرستی اور نشے بازی گھن کی طرح کھا رہی ہے۔ ہم عزت کے راستے کو چھوڑ کر کمینگی کے راستے پر چلیں۔ مجھے اُن عرب نوجوانوں پر ترس آتا ہے جو مغرب سے زیادہ مغرب پرست بنتے ہیں۔ کیا آپ کو میں بتا نہ دوں کہ مغرب میں ایسے لوگوں کو کیا کہا جاتا ہے۔ نامرد! تمہارا وزیر ثقافت اعتدال پسندی کے نام پر بے غیرتی کو نہیں پھیلا سکتا۔ اُسے فوراً مستعفی ہو جانا چاہیے۔ کیا اعتدال پسندی کا یہ مطلب ہے کہ ہم اسلام میں بے شرمی اور بے حیائی کے کاموں کی پیوندکاری کریں۔

پچھلی مرتبہ جب میں قاہرہ آئی تھی تو شیخ ازہر علامہ طنطاوی نے مجھے محض اس لئے انتہا پسند کہا تھا کہ میں نے اُس سے مصافحہ نہیں کیا تھا۔ میں کسی فقیہ اور علامہ کی بجائے سیدھے طریقے سے اس شخصیت کی پیروی میں فخر سمجھتی ہوں جس کے نام کا میں نے کلمہ پڑھا ہے۔ کیا حجاب پہن کر عورت انتہا پسند ہو جاتی ہے۔ حیرت ہے آپ کی اعتدال پسندی پر!

اسلام کو سرنگوں کرنا، اقوام عالم کا گزشتہ چودہ سو سال سے ایک خواب ہے۔ خدا کے علاوہ کسی سے اُمید لگانا عبث ہے۔ مگر ہمارے ہاں ایسی نسل بھی پائی جاتی ہے جو جس ہاتھ سے تھپڑ کھاتے ہیں، اُسی کو چومتے ہیں۔ آپ داڑھی اور لبادے میں اسلام کی نمائندہ شخصیات نہ ڈھونڈیں۔ اسلام تو فکر اور آگاہی کا ابلتا سرچشمہ ہے۔ ہر صاحب ایمان سے اسلام کے کچھ تقاضے ہیں۔ زبانوں کو تالے لگا کر ہم اسلام کی کیا خدمت کر رہے ہیں اور تو اور پسے ہوئے مسلمان فلسطین یا اپنے مقبوضہ علاقوں میں استشہادی کارروائی بھی کرتے ہیں تو اُسے بھی دہشت گردی کہا جا رہا ہے جیسے یہ بھی کوئی نائن الیون کی جیسی کارروائی ہو۔ ہمیں اپنے نوجوانوں کو یہ بتانا ہوگا کہ مسلم مقبوضات میں مزاحمت بالکل جائز مزاحمت ہے۔

نیویارک اور لندن کے دھماکے تو دہشت گردی کہلائیں اور پورے کے پورے ملک پر قابض ہو جانا دہشت گردی نہ کہلائے۔ جب آپ ان کی جائز مزاحمت کو بھی دہشت گردی کہیں گے تو یہ اُن بہنوں اور بھائیوں کے خون سے غداری ہے جن کے لئے روئے زمین میں رسوا زمین نے یہ انتخاب کیا ہے کہ وہ بس مرمٹیں۔

مسلم ریاستوں کے کٹھ پتلی حکمران اسلامی جماعتوں کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ عراق چیچنیا اور فلسطین کے نوجوان طلبہ اور کارکن محض اعتدال پسند کہلانے کیلئے اپنی مزاحمت سے باز آجائیں۔ ہمارے برطانیہ میں ایسے مسلمان نوجوان کثرت سے پائے جاتے ہیں جو اعتدال پسندی کی نذر ہو گئے ہیں۔ میں انہیں 'تالی بجانے' والے کہتی ہوں۔ برطانوی حکومت اپنے من پسند اسلام کی ترویج کیلئے انہیں زر کثیر سے کینیڈا، یمن، امریکہ اور موریطانیہ سے درآمد کرتی ہے۔ یہ درآمد شدہ مال ہمارے نوجوانوں کو بزدلی کا درس دیتے ہیں اور اسی کو اسلام کی کوہان بتاتے ہیں۔ ان کے نزدیک اسلام میں وہابی مکتبہ فکر سب سے خطرناک ہے۔ ہاں نعت خوانی اگر کسی مشہور گیت کی لے پر ہو تو انہیں خوب پسند ہے۔

نوجوانانِ اسلام! اس سے پہلے کہ اسلام کا یہ مسخ شدہ تصور پوری اُمت میں سرایت کر جائے ہمیں اس کا تدارک کرنا ہوگا۔ ملاوٹی اسلام کی آپ کو قلعی کھولنی ہوگی، موسیقی

(1) میلکم ایکس (۱۹۲۵۔۱۹۶۵) جو بعد میں الحاج ملک الشہباز کے نام سے مشہور ہوئے، امریکہ میں نبراسکا میں عیسائی گھرانے میں پیدا ہوئے اور نوجوانی میں اسلام قبول کر لیا۔ افریقی نژاد مسلمانوں کی مشہور تنظیم نیشن آف اسلام کے رہنماؤں میں الحاج ملک الشہباز ایک عظیم رہنما گزرے ہیں۔ انہیں ایک سازش کے ذریعے شہید کیا گیا تھا۔

(2) سابق سیکرٹری وزارت خارجہ برطانیہ

کے سنگ رات بھر نغتوں پر جھومنے والے اور دن بھر ظلم و جبر کے خلاف مزاحمت کرنے والے مجاہدوں کا مذاق اڑانے والوں کو ہوش کے ناخن دلانے ہوں گے۔

سلطان صلاح الدین فاتح قدس سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کبھی مسکراتے ہوئے نہیں دیکھے گئے، جری سلطان نے کہا: میرے چہرے پر مسکراہٹ کیسے آئے جبکہ بیت المقدس پر صلیبیوں کا قبضہ ہے۔ سلطان صلاح الدین اگر ہمارے نوجوانوں کی حالت دیکھتے تو وہ انہیں کیا مشورہ دیتے ہے!

عرب حکمرانوں کی بے شرمی تو اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ وہ محض امریکہ کے سامنے 'بیلے ڈانس' پیش کر سکتے ہیں۔ عراق کو وہ سونے کی طشتری میں رکھ کر امریکہ کو پیش کر چکے ہیں، فلسطین میں درندے غرا رہے ہیں اور یہ چین کی نیند سو رہے ہیں۔ اب دیکھو عربوں کی ایک اور بیٹی 'لبنان' کی عزت تا تار کی جائے گی، کیا تم خود بھی اس نظارے سے دل بہلاؤ گے۔

ہمارے اور ہمارے نوجوانوں اور ہمارے بچوں کے سامنے نمونہ آپ ؐ کی ذات اور آپ ؐ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کو ہونا چاہیے۔ انہیں کی سیرت کو سامنے رکھ کر ہمیں اپنا اور اپنے بچوں کا مستقبل بنانا ہوگا۔ جب تک اِس اُمت میں خالدؓ بن ولید، سلطان صلاح الدین ایوبی، میلکم ایکس اور سید قطب شہید پیدا ہوتے رہیں گے تمہاری یہ بہن اپنے نوجوانوں میں انہیں کی شبیہ ڈھونڈتی رہے گی۔

یہی ریت رہی ہے کہ ظلم جب حد سے گزرتا ہے تو دوا بن جاتا ہے۔ ہمارے نوجوان بہادری اور جواں مردی کے پیکر بنیں۔ فاروق حسنی جیسے مغرب سے بڑھ کر مغرب نواز آپ کے سامنے عبرت کا نشان ہوں۔ وہ جو صرف نامرد ہیں، تاریخ میں ان جیسے وزیروں کا ذکر بزدلی کے طور پر چند جملوں میں کیا جائے گا، آپ لازوال تاریخ رقم کریں۔ اُسی طرح جس طرح ہمارے بہادر عراق، فلسطین، چیچنیا اور کشمیر میں بہادری اور جواں مردی کی ایک طویل تاریخ رقم کر رہے ہیں۔

مغرب میں رہنے والے مسلمانوں کو یہ احساس ہو چلا ہے کہ وہ خواہ کتنے ہی مغرب پرست بن جائیں، کسی ناگہانی واقعے کے رونما ہونے پر حکومت سب سے پہلے انہیں کو شک کی نگاہ سے دیکھے گی۔ جس قدر مغرب جہاد، خلافت اور شریعت کو دبائے گا یہ ایک جذبہ بن کر اتنا ہی ابھریں گے۔

مسلم مقبوضات میں مزاحمت ہر لحاظ سے ایک جائز اور قانونی مزاحمت ہے۔ یاد رکھیں، مغربی ممالک کو جن انتہا پسندوں سے خطرہ ہے وہ جہادی نہیں بلکہ خود مغرب کے وہ بنیاد پرست عیسائی ہیں جو وائیٹ ہاؤس اور ڈاؤننگ سٹریٹ میں بیٹھ کر ہمارے نوجوانوں کو شدت پسندی کا راستہ دکھانے پر مجبور کر رہے ہیں۔ القاعدہ میں نوجوانوں کی بھرتی کی ذمہ داری بش اور ٹونی بلیئر نے اٹھا رکھی ہے۔

ہمارے نوجوان اس وجہ سے بھی بیدار ہو رہے ہیں کہ انہیں اس بات کا ادراک ہو گیا ہے کہ بش ٹونی بلیئر کمپنی کا اصل ہدف دہشت گردی نہیں بلکہ خود اسلام ہے۔ ہمارے نوجوان اُسی جذبے کے ساتھ اپنے آپ کو دُنیا کی قیادت کا اہل ثابت کریں جس طرح رسول اللہ ﷺ نے دُنیا کے سامنے اعلیٰ ترین انسانوں کی قیادت فراہم کی تھی۔ آپ ﷺ کا بتایا ہوا راستہ آج بھی بہت سوں کیلئے روشنی کا مینار ہے۔ یقین رکھیں سوائے ایک اللہ کے مسلم نوجوان کسی سے دبکتا نہیں!